IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN

(Original Jurisdiction)

PRESENT:
MR. JUSTICE IFTIKHAR MUHAMMAD CHAUDHRY, C.J.
MR. JUSTICE CH. IJAZ AHMED
MR. JUSTICE GHULAM RABBANI

HUMAN RIGHTS CASE NO.17070-P OF 2009

(Action on press clipping in Daily Jang dated 23-12-2009. Kidnapping of old persons by agencies)

Attendance

For the complaint	:	Mst. Najma Sana, In person. with Mst. Aqsa & Aisha (daughters)
On Court Notice	:	Mr. Shah Khawar, DAG Syed Kalim Imam, IGP, Ibd.
Date of hearing	:	13-01-2010

ORDER

IFTIKHAR MUHAMMAD CHAUDHRY, CJ. Syed Kalim Imam, IGP Islamabad has produced Mst. Najma Sana and states that she was picked up by the agencies in connection with some investigation, however, it is pointed out to him that only the concerned police can investigate a person and if any agency intends to investigate they should do so through the concerned police instead of causing unnecessary harassment.

2. Mst. Najma Sana appeared in person and states that she has nothing to do with any case and prayed that in future, protection may be provided to her. IGP present in Court states that he will ensure that she will not be harassed unnecessarily by any of the agencies and protection shall also be provided to her.

Disposed of.

Islamabad
13-01-2010
S.

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN

(Appellate Jurisdiction)

PRESENT:
MR. JUSTICE IFTIKHAR MUHAMMAD CHAUDHRY, C.J.
MR. JUSTICE CH. IJAZ AHMAD
MR. JUSTICE GHULAM RABBANI

Human Rights Case No.17070-P/09.
(Action on press clipping in the 'Daily Jang' Dated 23.12.2009)

Complainants:	*Rana Ihsan Aziz,* *Ms. Aqsa & Aisha* *(daughters of Najma Sana)*
On Court's Notice:	*Mr. Shah Khawar, DAG.* *Syed Kalim Imam, IGP, Islamabad.*
Date of hearing	*06.01.2010*

ORDER

IFTIKHAR MUHAMMAD CHAUDHRY, CJ. *Mr. Kalim Imam, Inspector General of Police, Islamabad appeared alongwith Shah Khawar Deputy Attorney General and informed that Rana Ihsan Aziz has been released. The latter is present in Court and explains his ordeals gone through during his detention. Since he has been released no further proceedings are called for.*

2. Muhammad Awais s/o Rana Ihsan Aziz is also said to have been released and allowed to go to Dubai. As far as Najma Sana is concerned, the place of her detention has not been traced for which, I.G.P. Islamabad states that one week's time be given to him to do the needful to update the Court. Daughters of Najma Sana, present in Court, requests for early recovery of their mother. DAG and IGP are

directed to take necessary steps for effecting her recovery if she is not involved in any case.

3. Adjourned to 13.1.2010.

Islamabad
06-01-2010
A. Rehman

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(ORIGINAL JURISDICTION)

PRESENT:
Mr. Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ.
Mr. Justice Mian Shakirullah Jan
Mr. Justice Ghulam Rabbani

Human Rights Case No.17070-P of 2009
(Action on press clipping in Daily Jang dt.23.12.09 regarding missing of Najma Sana)

On Court Notice: Mr. Shah Khawar, DAG
Syed Kaleem Imam, IG, Islamabad
With Khalid Imran Khan

Date of hearing: 30.12.2009

ORDER

Learned Deputy Attorney General appeared along with I.G.P, Islamabad and submitted a report stating therein that police has not caused the arrest of Mst. Najma Sana and Raja Ehsan Aziz as well as her son Rana Awais-Ullah, who has come from Dubai. However, relatives of Mst. Najma Sana stated that she was picked up with the assistance of four lady police constables. As far as Raja Ehsan Aziz is concerned, initially he was released after his arrest but after 16th December, 2009 he was again taken into custody by the persons to whom they are not in a position to identify. Khalid Imran Khan, son-in-law of Mst. Najma Sana stated that he was also picked up by the unknown persons and after being kept in custody for one day he was released. Similarly, an other son of Najma Sana namely Waqas-Ullah was interrogated for 2/3 days and now he has left for Singapore after his release.

2. In view of the above facts, I.G.P. stated that some time be given to him to further make probe into the case.

Adjourned to 6th January, 2010.

Islamabad, the
30th December, 2009
Nisar/*

روزنامہ جنگ
23-12-09

(1) 6
HRC 17070-P/09

SECY TO HCJ
Dy. No. 01
Date 24-12-09

جناب چیف جسٹس! کیا یہ جنگل ہے؟

نقش خیال
☆☆☆
عرفان صدیقی

Irfan.siddiqui@janggroup.com.pk

میں جانتا ہوں کہ جب معاشرہ جنگل کا روپ دھار لے، قانون زورآوروں کے ہاتھ کی چھڑی اور سرکش ریاستی اداروں کی جیب کی گھڑی بن جائے تو آئین میں دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق کی حیثیت زیب داستاں سے زیادہ کچھ نہیں رہتی۔ ہم ایک مدت سے اس آشوب کے طمانچے کھا رہے ہیں چھت، چھاتے، چھتری سے محروم لوگ بے چارگی کے دشت بے اماں میں بھٹک رہے ہیں۔ آئین میں درج بلند بانگ بنیادی حقوق کو تو چھوڑیئے، عزت و ناموس کا تحفظ مشکل ہو رہا ہے۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کب کس جگہ سے اسے اٹھا لیا جائے اور پھر مہینوں، برسوں اس کا کچھ سراغ ہی نہ لگے۔ گزشتہ دس برس سے تو پاکستان ایک چراگاہ کی شکل اختیار کر گیا ہے جہاں کوئی شخص کسی بھی وقت، کسی بھی ایجنسی، کسی بھی گروہ یا کسی بھی بلیک واٹر کا نشانہ بن سکتا ہے۔ آمنہ جنجوعہ اپنے گم شدہ شوہر کی بازیابی کو تحریک کی شکل دیئے کئی برس سے سڑکوں پر ہے۔ عدالت عظمیٰ کی بھرپور کوششوں کے باوجود ابھی تک سیکڑوں لوگوں کا سراغ نہیں مل رہا۔ جانے انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نے نگل لیا۔ سیکڑوں کو مشرف امریکہ کے ہاتھ بیچ گیا۔ کیا تہذیب سے دور کا رشتہ رکھنے والے کسی ملک میں اس کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے؟ کیا اکیسویں صدی کی کسی سیاہ فام امریکی بستی میں بھی یہ سب کچھ ممکن ہے؟

اسلام آباد میں مقیم بیگم عامرہ احسان کو میں مدتوں سے جانتا ہوں۔ وہ طویل عرصہ جماعت اسلامی سے منسلک رہیں۔ جماعت ہی کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کی رکن بنیں۔ نوے کی دہائی میں جماعت ٹوٹ پھوٹ کے عمل کا شکار ہوئی تو پالیسیوں سے اختلاف رکھنے والا ایک دھڑا جماعت سے الگ ہو کر ”تحریک اسلامی“ کے نام سے منظم ہو گیا۔ عامرہ بھی جماعت سے ترک تعلق کر کے تحریک اسلامی میں آ گئیں۔ شعبہ خواتین کی تنظیم کے لئے انہوں نے بہت کام کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ قرآنی تعلیمات کے فروغ کے بنیادی وظیفے میں مگن رہیں۔ اسلام آباد میں ان کا حلقہ درس قرآن معروف ہے۔ دو تین سال قبل میری چھوٹی بیٹی نے بھی ان کے ایک خصوصی قرآنی کورس سے استفادہ کیا۔ کوئی بھی خاتون ان کے حلقہ درس میں جا سکتی ہے۔ کسی خفیہ یا پس پردہ سرگرمی کا کوئی تصور بھی ان کے ہاں نہیں پایا جاتا۔ وہ خواتین کو قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی زندگیاں ڈھالنے اور اپنے گھروں کو اسلامی تہذیب و ثقافت کے رنگوں میں رنگنے کی خصوصی تلقین کرتی ہیں۔ ان کی نصابی کتب اور کتابچے بھی اس حقیقت کے مظہر ہیں کہ ان کا عملی سیاست یا کسی مسلح انقلاب وغیرہ سے کچھ تعلق نہیں۔

گزشتہ شام وہ اپنے جواں سال بیٹے کے ہمراہ میرے گھر تشریف لے آئیں اور انہوں نے جو کہانی سنائی، وہ میں تمام جزئیات کے ساتھ آپ کو سنانے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔

تحریک اسلامی کا شعبہ خواتین، درس قرآن کے لئے خواتین کو محدود سطح پر ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی دیتا ہے۔ ایک ڈرائیور کی ضرورت محسوس ہوئی۔ عامرہ کے شوہر پروفیسر راجہ احسان عزیز، مرد ہونے کے ناتے اس طرح کے معاملات کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ انہوں نے ڈرائیور کا ٹیسٹ، انٹرویو وغیرہ لیا اور اسے کام سونپ دیا۔ گاڑیوں کے شعبے کی نگرانی تحریک سے وابستہ ایک اور بزرگ خاتون نجمہ ثنا کے پاس تھی۔ نجمہ ساٹھ سالہ بیوہ خاتون ہیں۔ اسلام آباد میں ایک ہومیو کلینک چلاتی اور عرصہ دراز سے اپنے گھر پر چھوٹی بچیوں اور خواتین کو دینی تعلیمات سے روشناس کراتی ہیں۔

یہ 6 اور 7 دسمبر کی درمیانی شب کا ذکر ہے۔ کوئی ساڑھے بارہ بجے کا وقت تھا کہ بیگم عامرہ احسان کو نجمہ ثنا کی بیٹی نے فون کیا۔ ”آنٹی گھر میں پولیس آ گئی ہے“۔ عامرہ اپنے شوہر راجہ احسان عزیز کے ہمراہ فوراً وہاں پہنچ گئیں۔ ابھی وہ گھر میں داخل بھی نہ ہو پائی تھیں کہ دس بارہ مرد اور خاتون پولیس اہلکاروں نے نجمہ ثنا کو پکڑ جکڑ کر ایک وین میں ڈالا۔ کچھ مرد پروفیسر احسان کی طرف لپکے اور انہیں بھی اٹھا کر گاڑی میں پھینک دیا۔ یہ لوگ کسی کی کوئی بات سننے پر آمادہ نہ تھے۔

اگلے دن 7 دسمبر کی صبح پروفیسر احسان عزیز گھر آ گئے۔ خاتون کو رہائی نہ ملی۔ معلوم ہوا کہ بھرتی کئے گئے ڈرائیور کے شناختی کارڈ پر جاری ہونے والی ایک سم کسی تخریبی کارروائی میں استعمال ہوئی ہے۔ اب ایک کمزور، لاغر، بیمار ضعیف خاتون سے باز پرس ہو رہی ہے۔ کوئی دس دن بعد پروفیسر احسان عزیز نماز مغرب سے فارغ ہو کر پڑوس میں کسی دوست سے ملنے گئے۔ واپسی پر گھر کے سامنے کچھ لوگ اِدھر اُدھر چھپے کھڑے تھے۔ انہوں نے لپک کر راجہ احسان کو اٹھایا اور گاڑی میں ڈال کر لے گئے۔ دو ہفتوں سے نجمہ ثنا کی کچھ خبر نہیں کہ وہ کہاں، کس کے زیر تفتیش ہے اور اس پر کیا گزر رہی ہے۔ پروفیسر احسان 16 دسمبر کی شب سے لاپتہ ہیں اور گھر والے ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

پروفیسر احسان سے ایک دنیا واقف ہے کلکتہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے انگلینڈ سے اے لیول کا امتحان پاس کیا۔ ایف ایل لا کالج سے قانون کی ڈگری لی۔ امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی سے انٹرنیشنل ریلیشنز میں ماسٹرز کیا۔ فارن سروس سے ملازمت کا آغاز کیا۔ آغا شاہی کے معتمد ساتھیوں میں رہے۔ تقریباً پچیس برس قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں پڑھاتے رہے معروف درس گاہوں میں لیکچر دیئے۔ وہ کھلی کتاب جیسی شخصیت ہیں۔ 65 سال کی عمر میں شوگر، پتے کی پتھری اور کئی دیگر امراض کا سامنا ہے۔ پہلی گرفتاری پر انہیں ہتھکڑیاں ڈال کر کسی حوالات میں رکھا گیا۔ بعد کے سات دنوں اور سات راتوں کا کچھ علم نہیں کہ یہ بوڑھا بیمار پروفیسر کس حال میں ہے۔

میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بات بات پر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں سمجھتے۔ لیکن کیا کیا جائے، جنگل بن جانے والے معاشرے نے کوئی دیوار گریہ باقی نہیں چھوڑی۔ سو لامحالہ مجھے چیف جسٹس آف پاکستان، مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری کو متوجہ کرنا پڑ رہا ہے کہ وہ پولیس یا کسی خفیہ ایجنسی کی اس منہ زوری کا نوٹس لیں۔ ایک ساٹھ سالہ بزرگ خاتون، بیسیوں افراد کے سامنے گھر سے اٹھا لی گئی اور ابھی تک اس کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کس کے نرغے میں ہے۔ بوڑھا بیمار پروفیسر ایک ہفتے سے لاپتہ ہے۔ یہ سب کچھ پاکستان کے دارالحکومت کے ایک خوش پوش علاقے ایف ٹین میں، سپریم کورٹ سے صرف تین کلو میٹر دور ہو رہا ہے۔ آئین کی کونسی شق اور قانون کا کونسا ضابطہ ایسی بربریت اور بنیادی حقوق کی ایسی شرمناک پامالی کی اجازت دیتا ہے؟ مائی لارڈ! مجھے معلوم ہے کہ آپ کے کندھے پہلے ہی گراں بار ہیں لیکن مجھ سے عامرہ احسان جیسی نیک اور پاکباز خاتون کے آنسو نہیں دیکھے جا رہے۔ کیا کریں! اس کڑی دھوپ میں کوئی اور سائبان دکھائی ہی نہیں دے رہا۔